چار دن قربانی والی حدیث کی تحقیق

حافظ محمد طاہر بن محمد

کل ایام التشریق ذبح روایت سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مرفوعا کئی ایک طرق سے مروی ہے۔

پہلی سند:

سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِبْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ.......

(السنن الکبرٰی للبیہقی: 392/5، السنن للدارقطنی: 511/5ح: 4756، المعجم الکبیر: 138/2، مسند البزار: 363/8ح: 3443)

یہ سند سوید بن عبدالعزیز کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَهذَا غَيْرُ قَوِيٍّ؛ لِأَنَّ رَاوِيَه سُوَيْدٌ.

یہ سند بھی ضعیف ہے کیونکہ اس کا راوی ''سوید'' ہے۔ (حوالہ سابقہ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهوَ ضَعِيفٌ.

''سوید بن عبدالعزیز ضعیف راوی ہے۔''

(تلخيص الحبير: 3/128، تقريب التهذيب: 2692)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وقد أجمعوا على ضعفه.

اس کے ضعیف ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے۔

(مجمع الزوائد: 1/141)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَه جُمْهُورُ الْأَئِمَة.

''اسے اکثر آئمہ نے ضعیف کہا ہے۔'' (مجمع الزوائد: 4/160)

حافظ بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ضَعِيفٌ .

''سوید بن عبد العزیز ضعیف ہے۔''

(إتحاف الخيرة المهرة : 6/335)

دوسری سند :

سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .....

(مسند أحمد : 4/82ح : 1651، السنن الكبرٰی للبیهقی : 5/392)

یہ سند'' منقطع '' ہے کیونکہ سلیمان بن موسیٰ کی جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ۔
امام بیہقی رحمہ اللہ نے اسے ''مرسل'' (منقطع) قرار دیا ہے ۔ (حوالہ سابقہ)

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

سُلَيْمَانُ لَمْ يُدْرِكْ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''سلیمان نے کسی بھی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پایا۔''

(العلل الکبیر للترمذی: 176)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَخْرَجَه أَحْمَدُ لٰكِنْ فِيْ سَنَدِهِ انْقِطَاعٌ.

''اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے لیکن اس کی سند ''منقطع'' ہے۔''

(فتح الباری: 8/10)

حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ مِنْ طُرُقٍ قَالَ وَهوَ مُرْسَلٌ لِأَنَّه مِنْ رِوَايَة سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى الْـأَسَدِيِّ فَقِيه أَهْلِ الشَّامِ عَنْ جُبَيْرٍ وَلَمْ يُدْرِكْه وَرَوَاهُ مِنْ طُرُقٍ ضَعِيْفَةٍ مُتَّصِلًا.

''اسے امام بیہقی رحمہ اللہ نے اسے کئی اسناد سے روایت کیا اور فرمایا: یہ مرسل (منقطع) ہے۔کیونکہ یہ شامی فقیہ سلیمان بن موسی الاسدی کی سیدنا جبیر رضی اللہ سے روایت ہے، اس نے ان کا زمانہ نہیں پایا۔ اور (امام بیہقی نے) اسے کچھ متصل ضعیف اسناد سے بھی روایت کیا ہے۔''

(المجموع شرح المهذب: 8/387)

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رُوِیَ مِنْ حَدِیثِ جُبَیْرِبْنِ مُطْعِمٍ، وَفِیهِ انْقِطَاعٌ.

''یہ سیدنا جبیربن مطعم رضی اللہ کی روایت ہے جس میں انقطاع ہے۔''

(زاد المعاد : 291/2)

محدث البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

أنه منقطع بين سليمان بن موسى وجبيربن مطعم.

''یہ سند سلیمان بن موسی اور جبیربن مطعم رضی اللہ عنہ کے درمیان منقطع ہے۔''

(السلسلة الصحيحة : 617/5)

تیسری سند:

سُلَیْمَانَ بْنِ مُوسَی، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِی حُسَیْنٍ، عَنْ جُبَیْرِبْنِ (ص:364) مُطْعِمٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم ....

(صحیح ابن حبان : 3854، مسند البزار : 363/8، الکامل لابن عدی : 260/4، السنن الصغرٰی للبیہقی : 1832)

یہ روایت دو وجوہ کی بنا پر ضعیف ہے۔

۱۔ '' عبدالرحمن بن ابی سعید'' مجہول ہے۔ اس کی ابن حبان رحمہ اللہ کے علاوہ کسی نے توثیق نہیں کی۔

محدث البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إن عبد الرحمن بن أبي حسين هذا، لم أعرفه، لكن ابن حبان ذكره على قاعدته في الثقات.

''اس عبدالرحمن بن ابی حسین کو میں نہیں جانتا، لیکن ابن حبان رحمہ اللہ نے اسے اپنے خاص اصول کے تحت الثقات میں ذکر کیا ہے۔''

(سلسلة الأحاديث الصحيحة: 618/5)

اس کے برعکس بعض محققین لکھتے ہیں: ''یہ کہنا غلط ہے کہ اس کی توثیق ابن حبان کے علاوہ کسی اور سے ثابت نہیں کیونکہ ابن حبان کے علاوہ بھی کئی ایک محدثین سے اس کی توثیق ثابت ہے۔''

پھر دوسری توثیق کے نام سے سرخی لگا کر لکھتے ہیں:

''امام ابن الملقن رحمہ اللہ (المتوفی: 804) نے اپنی کتاب تحفۃ المحتاج میں یہ روایت درج کی ہے۔۔۔ اور اس کتاب کے مقدمہ میں آپ فرماتے ہیں8 اس کتاب میں میری شرط یہ ہے کہ میں اس میں صرف صحیح یا حسن حدیث ہی ذکر کروں گا۔۔۔''

اس سلسلے میں اولاً8

عرض ہے کہ ابن الملقن نویں صدی ہجری کے ہیں اور ظاہر ہے کہ وہ کسی راوی کی توثیق و تضعیف کے حوالے سے متقدمین کے محتاج ہیں، لہذا ان کی توثیق کو بطورِ تائید تو پیش کیا جاسکتا، لیکن بطورِ دلیل نہیں ۔

ثانیاً8 عرض یہ ہے کہ حافظ ابن الملقن رحمہ اللہ نے صحیح یا حسن روایت کی جو شرط عائد کی ہے اس میں یہ سمجھنا نہایت ضروری ہے کہ ان کے نزدیک صحیح یا حسن کی تعریف کیا ہے ؟؟؟ مجاہیل کی توثیق کے لئے ابن الملقن رحمہ اللہ صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ کی (غیر تفصیلی) توثیق کو ہی کافی خیال کرتے ہیں اور اسی پر اعتماد کرتے ہیں8

اس کی بہت سی مثالیں ان کی کتب میں موجود ہیں مثلاً8

١ ۔ فرماتے ہیں8

قلت : شماس بن لبيد ليس مجهولاً ؛ لأن ابن حبان ذكره في ثقاته.

''شماس بن لبید مجہول نہیں کیونکہ ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے ۔''

(التوضيح الرشيد لشرح الجامع الصحيح : 75/27)

٢ ۔ اسی طرح فرماتے ہیں8

عبد الرَّحمَن بن ميسرة لَيْسَ بِمَجْهُول؛ بل هوَ مَعْرُوف ثِقَة، ذكره أَبُوحَاتِم بن حبَان فِي ثقاته.

''عبد الرحمن بن میسرہ مجہول نہیں بلکہ معروف وثقہ ہیں، انہیں ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔''

(البدر المنير: 209/2)

۳۔ ایک جگہ فرماتے ہیں8

بشر بن ثابت بصري بزار ثقة، ذكره ابن حبان في ثقاته. وقال أبوحاتم: مجهول.

''بشر بن ثابت بصری بزار ثقہ ہے، (کیونکہ) ابن حبان نے اسے ثقات میں ذکر کیا ہے، (البتہ)

ابوحاتم نے کہا8 مجہول ہے۔''

(التوضيح لشرح الجامع الصحيح: 486/7)

ثالثا8

عرض ہے کہ حافظ ابن الملقن رحمہ اللہ کی جس کتاب سے یہ توثیق ثابت کرنے کی سعی لاحاصل ہے اسی کتاب میں ابن الملقن رحمہ اللہ نے کتنے ہی مجہولین کی روایات صرف امام ابن حبان

رحمہ اللہ کی تصحیح کی بنیاد پر نقل کر رکھی ہیں، اور زیر بحث روایت بھی اسی قبیل سے ہے۔ چند مثالیں پیشِ خدمت ہیں8

۱۔ حافظ الملقن نے امام بن حبان کی تصحیح پر اعتماد کر کے ایک روایت کو نقل کیا (تحفۃ المحتاج8 39) جبکہ اس میں ایک مجہول راوی ''حصین الحمیری'' موجود ہے۔ اور اسے حافظ ابن حجر و ذہبی رحمہا اللہ نے مجہول قرار دیا ہے۔

۲۔ اسی طرح سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کی حدیث کو صرف ابن حبان رحمہ اللہ کی توثیق کی وجہ سے نقل کیا، جبکہ اس میں مجہول راوی موجود ہے۔

(تحفۃ المحتاج8 993)

۳۔ عتاب بن حنین کی روایت کو صرف ابن حبان رحمہ اللہ کی تصحیح کی وجہ سے نقل کیا۔

(تحفۃ المنہاج8 743)

٤۔ ایک سخت ضعیف روایت کے متعلق ابن حبان رحمہ اللہ کو وہم ہوا (الفروسیۃ لابن القیم8 288، ارواء الغلیل8 5/ 335) لیکن چونکہ انہوں نے اسے اپنی صحیح (4689) میں نقل کیا تھا تو اسی بنیاد پر ابن الملقن رحمہ اللہ نے بھی اسے نقل کر دیا۔ (تحفۃ المحتاج 8 36 ۲) ٥۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے وہم کی بنا پر ایک مرسل روایت کو نقل کیا (ابن حبان8 4293، الضعیفہ للالبانی8 9/ 430) تو ابن القطان رحمہ اللہ نے بھی اسے نقل کر دیا۔ (تحفۃ المحتاج8

(2532

معلوم ہواکہ حافظ ابن الملقن رحمہ اللہ نے تحفۃ المنہاج میں کئی ایک احادیث صرف ابن حبان رحمہ اللہ کی توثیق پر اعتماد کرتے ہوئے ذکر کی ہیں اور زیر بحث حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ نے چونکہ اپنی صحیح میں روایت کیا ہے لہذا اسی کی بنیاد پر حافظ ابن الملقن نے اسے ذکر کر دیا۔

فاضل محقق لکھتے ہیں8

''امام ابن حزم الاندلسی (المتوفی4568) رحمہ اللہ نے المحلی میں اس راوی کی اس حدیث سے حجت پکڑی ہے۔۔۔۔۔معلوم ہواکہ امام ابن حزم کے نزدیک بھی ''عبدالرحمن بن ابی حسین ''ثقہ ہیں۔''

عرض ہے کہ ابن حزم رحمہ اللہ جس راوی سے حجت پکڑیں وہ ان کے نزدیک ثقہ ہوتا ہے یہ قاعدہ یا تو ابن حزم کی طرف سے اغلبیت پر محمول ہے یا وہ خود بھی اپنے اس اصول کا التزام نہیں کر سکے۔اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

مثلا8

ناحیۃ بن کعب کے متعلق فرماتے ہیں8

ناجیۃ بن کعب مجھول. (المحلی:472/1)

پھر اسی راوی کی6یان کردہ روایت کو صحیح قرار دیا۔

(المحلی: 338/3)

اسی طرح عمارہ بن خزیمہ کے متعلق فرمایا8

عمارۃ بن خزیمۃ وھو مجھول.

(المحلی: 229/7، تھذیب التھذیب: 416/7)

پھر دوسری جگہ خود ہی ان کی ایک روایت کو قابل حجت و صحیح قرار دیا۔

(المحلی8 222/9)

ایک جگہ فرماتے ہیں8

أحمد بن خالد الوھبی و ھو مجھول.

پھر اسی راوی کی ایک حدیث سے حجت پکڑی ہے ۔

(حجۃ الوداع: 4)

معلوم ہوا کہ ابن حزم کا حجۃ الوداع کے حوالے سے بھی یہ اغلبی قاعدہ ہے ۔

فاضل محقق نے یہ دلیل پیش فرمائی کہ8 حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ایک راوی کی توثیق یہ کہہ کر ثابت کی ہے اس کی روایت کو ابن حزم نے صحیح کہا ہے ۔ (میزان الاعتدال8 ٤ / ٥٥٨)

عرض ہے کہ دعوی تو یہ تھا کہ ابن حزم جس راوی سے حجت پکڑیں گے وہ اس کی توثیق شمار ہوگی لیکن دلیل اس راوی کی دی جارہی ہے جس کی حدیث کو حافظ ابن حزم نے صراحتا صحیح کہا۔ لہذا سوال یہ ہے کہ کسی راوی کی روایت کو صراحتا صحیح کہنے اور اس کی روایت سے صرف حجت

پکڑنے میں کوئی فرق نہیں ہوتا؟؟؟

نیزامام ابن حزم خود یوم النحر سے لے کر آخر ذوالحجہ تک قربانی کے قائل ہیں۔

(المحلی: 39/6)

بلکہ قربانی کے ایام کے متعلق فرماتے ہیں8

وَلَا نَصَّ فِي ذَلِكَ وَلَا إِجْمَاعَ.

ایامِ ذبح کو مخصوص کرنے پر نہ توکوئی نص ہے اور نہ ہی اجماع۔

(المحلی8 6/ 42)

لہذا معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا حدیث امام ابن حزم کے نزدیک بھی ناقابل حجت ہے۔

2 اس سند میں دوسری علت یہ ہے کہ یہ منقطع ہے۔

امام بزار رحمہ اللہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں8

وَابْنُ أَبِي حُسَيْنٍ لَمْ يَلْقَ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ.

''ابن ابی حسین کی جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں۔''

انوکھا اعتراض8 بعض محققین نہ جانے کیوں بسا اوقات صحیح اور واضح دلالت کو چھوڑ کر کہیں دور کا کوئی سرا پکڑ کر اپنی بات کو ثابت کرنے کی سعی نامراد فرماتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں8 ''امام بزار وہم کا شکار ہوگئے ہیں اور ان کے ذہن میں بھی اصل بات یہی تھی کہ ابن ابی حسین یعنی ''عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی حسین'' کا سماع جبیر بن مطعم سے ثابت نہیں ہے لیکن اپنی سند میں نام کی صراحت پر دھیان نہ دے۔۔۔۔''

عرض ہے کہ امام بزار رحمہ اللہ کو صرف اپنے ظن و تخمینہ کی بنیاد پر وہم کا شکار کہہ دیا گیا جبکہ تفصیل یہ ہے کہ امام بزار رحمہ اللہ نے سند میں بھی صراحتاً عبدالرحمن بن ابی حسین کا نام لیا۔

پھر آخر میں فرمایا8

وَهَذَا الْحَدِيثُ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا قَالَ فِيه عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيه إِلَّا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، وهو رَجُلٌ لَيْسَ بِالْحَافِظِ وَلَا يُحْتَجُّ بِهِ إِذَا انْفَرَدَ بِحَدِيثٍ، وَحَدِيثُ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ هَذَا هُو الصَّوَابُ.

''اس حدیث میں ہمارے علم کے مطابق صرف سوید بن عبدالعزیز کے علاوہ کسی نے بھی نافع بن جبیر عن ابیہ نہیں کہا اور وہ (سوید) حافظ نہیں، اس کی منفرد روایت قابل قبول نہیں، اور ابن ابی حسین کی حدیث ہی درست ہے۔''

اب امام البزار رحمہ اللہ نے جب یہاں ابن ابی حسین کہا تو ان کی مراد عبد الرحمن تھا، لیکن صرف چار لفظ کے بعد وہم ہوگیا اور ان کا ذہن میں عبداللہ آگیا اور فرمایا:

وَابْنُ أَبِي حُسَيْنٍ لَمْ يَلْقَ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ.

''اور ابن ابی حسین نے جبیر بن مطعم کو نہیں پایا۔''

(مسند البزار: 363/8)

اب کوئی پوچھے کہ امام بزار رحمہ اللہ نے ایک ہی جگہ تین دفعہ ابن ابی حسین کا ذکر فرمایا، ایک دفعہ سند میں اور دو دفعہ حدیث کے بعد، لیکن پہلی دو دفعہ تو وہم نہ ہو لیکن جیسے ہی تیسری دفعہ نام آیا تو وہم ہوگیا اور ذہن میں کسی اور کا نام آگیا۔ فیا للعجب

نیز حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے مذکورہ حدیث کو امام بزار کی جرح کے ساتھ نقل کیا ہے لیکن انہوں نے کسی وہم کا دعوی نہیں کیا۔

(جامع المسانید و السنن: 112/2)

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے مذکورہ حدیث کے متعلق فرمایا:

لَکِنَّ الْحَدِیثَ مُنْقَطِعٌ لَا یَثْبُتُ وَصْلُه.

''لیکن یہ حدیث منقطع ہے، متصل ثابت ہی نہیں ۔''

(زاد المعاد : 290/2)

اب رہا حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا امام بزار رحمہ اللہ کے قول میں عبد اللہ کا اضافہ فرمانا، تو عرض ہے کہ یہاں پر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کو وہم ہوا اور یہی بات زیادہ قوی ہے ۔ تفصیل یوں ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ جانتے تھے کہ سند میں عبد الرحمن بن ابی حسین ہے ، جیسا کہ انہوں نے اسے (إتحاف المہرۃ: 4/24) میں بھی اسی سند سے نقل کیا ہے اب اگر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک امام بزار کے قول میں عبداللہ بن عبد الرحمن مراد ہوتے تو عبد الرحمن بن ابی حسین کی سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ان کے نزدیک متصل ہوتی نہ کہ منقطع، لیکن جب ہم دیکھتے ہیں تو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام بزار کے قول پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے اس روایت کو منقطع ہی شمار کیا ہے ۔

(التلخیص الحبیر: 550/2، الدرایۃ: 215/2)

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک ابن ابی حسین سے وہی مراد ہے جو اس سند میں مذکور ہیں، اور یہ روایت منقطع ہی ہے ۔

چوتھی سند:

أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى الْخَشَّابُ ، نا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ ، نا أَبُو مُعَيْدٍ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى ، أَنَّ عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ حَدَّثَه ، عَنْ جُبَيْرِبْنِ مُطْعِمٍ .....

(السنن للدارقطنی : 512/5ح : 4758، السنن الکبرٰی للبیہقی : 498/9)

یہ سند سخت ''ضعیف'' ہے ۔

''احمد بن عیسی الخشاب سخت ضعیف ہے ۔''

(لسان المیزان : 240/1، 241ت : 755، المغنی فی الضعفاء : 392، میزان الإعتدال : 126/1ت : 508)

حاصلِ کلام:

یہ روایت اپنی جمیع اسناد کے ساتھ ضعیف ہے ۔